

# کاتبِ تقدیر

اقصىٰ شکیل احمد

نویسنہ کی دنیا  
Novels Ki Duniya

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔۔۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَاب۔۔۔۔۔

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔۔

ناولز کی دنیا "ویب سائٹ / گروپ / پیج" دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپکی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

Email address :- [Novelskiduniya77@gmail.com](mailto:Novelskiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

( user name [@zoyatalib77](#) )

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Zoya Talib](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

[Youtube Channel: Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

( پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو )

اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے **Blue** الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے ان سب کے۔۔

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

# کاتبِ تقدیر

## از قلم: اقصیٰ شکیل احمد

قسط نمبر: 6

ہادی ان دونوں کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور وہ دونوں آگے آگے۔ ہادی کی نظریں رائیل کے قدموں کی طرف تھیں۔ جہاں جہاں وہ قدم رکھ رہی تھی وہ وہیں قدم رکھ رہا تھا۔ وہ اس کی چال کو بغور دیکھ رہا تھا۔ بظاہر تو وہ فل کانفیڈنس کے ساتھ چل رہی تھی مگر وہ اس کی چال میں معمولی سی لڑکھڑاہٹ دیکھ سکتا تھا۔ شاید وہ پریشان تھی۔

آیت پیچھے چلتے ہادی کو دیکھ رہی تھی جو کہ سر جھکائے چل رہا تھا ساتھ ہی ساتھ آیت اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ وہ پریشان تھی۔ نہ وہ رائیل کو کچھ کہہ سکتی تھی نہ ہادی کو۔

رائیل پوری یونیورسٹی گھوما کر انہیں پارکنگ ایریا میں لے آئی تھی جہاں ہادی کی بائیک پارک تھی۔ آیت تو مسلسل کچھ نہ کچھ بول رہی تھی جبکہ رائیل اگنور کیے آگے چل رہی تھی۔

بائیک کے پاس پہنچ کر رائیل پیچھے کو مڑی اور ہادی کو ایک نظر دیکھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ مگر آیت ابھی بھی کنفیوز دونوں کے بیچ کھڑی تھی۔

آس پاس لوگ گزر رہے تھے۔ سب اپنے آپ میں مصروف تھے۔ کسی کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔ ہوا چل رہی تھی جو رائیل کی پونی ٹیل کو اڑا رہی تھی۔ کچھ لٹیں سامنے سے چہرے پر آرہی تھیں۔ دوپٹہ کندھوں پر تھا۔ وہ پیاری تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ رنگ گندمی تھا جو کہ پرکشش تھا۔

"تو تم مجھے بائیک چلانا سکھاؤ گے؟" رائیل بولی تو آیت نے پہلے بائیک کو دیکھا پھر رائیل کی صحت کو پھر رائیل کے قریب جھک کر کان میں بولی تھی۔

"تم ہوش میں تو ہوناں؟ تمہارے پاؤں زمین تک پہنچ جائیں گے اس بائیک پر بیٹھ کے؟" آیت اپنی عینک سیدھی کرتی بولی تو رائیل نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"شٹ اپ۔۔" رائیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھوری سے نوازا۔ وہ گڑبڑائی پھر چپ کر گئی۔

"تم اندر جاؤ ہم آتے ہیں۔" ہادی نے آیت کو دیکھ کر بولا تھا جس پر آیت نے فوراً ہاں میں سر ہلایا اور جانے ہی لگی تھی کہ رائیل نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ وہ اس کی اتنی فرمانبردار کیوں بن رہی تھی۔ رائیل کو غصہ آیا تھا۔

"یہ کیوں اندر جائے؟ اور تم کیوں فوراً سر ہلا کر جا رہی تھی اس کی ملازم ہو کیا؟" رائیل بولی تو آیت گڑبڑائی تھی۔ فوراً زور سے نفی میں سر ہلایا تھا۔



"میں آپ کو بتاتا ہوں انہیں پہلے جانے دیں۔" ہادی نے بولا تو رائیل نے منہ بسور کر آیت کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ وہاں سے چلی گئی۔ اس وقت رائیل بائیک سیکھنا چاہتی تھی تبھی اس کی بات مان رہی تھی ورنہ اس کو دو مکے لگا کر سیدھا کر لیتی۔

"اب بولو۔" رائیل بولی تو ہادی نے گہرا سانس خارج کیا۔ وہ اس سے مار نہیں کھانا چاہتا تھا مگر اس کی بات بھی نہیں مان سکتا تھا۔

"میں آپ کو ابھی بائیک نہیں سکھا سکتا، لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو بائیک چلانا ضرور سکھاؤں گا مگر ابھی نہیں۔ تو برا مت مانے گا۔" ہادی بولا تو رائیل کا چہرہ لال ہوا تھا۔ ہوا چل رہی تھی۔ رائیل نے چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کر کے اسے دیکھا چہرہ ہنوز غصے سے لال ہو رہا تھا۔ "تو آیت کے سامنے ہی منع کر دیتے اسے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔" رائیل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی بے عزتی کا غصہ کہاں نکالے۔ وہ اس سے یہ توقع نہیں رکھ رہی تھی کہ وہ اسے منع کر دے گا۔ لیکن وہ اس سے توقع ہی کیوں رکھ رہی تھی؟ وہ کون تھا جو اس کی بات مانتا؟

"میں اس کے سامنے آپ کو انکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو اس کے سامنے منع کروں اور آپ کو برا لگے۔" ہادی نے رائیل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

رائیل کا چہرہ پلوں میں نارمل ہوا تھا۔ ہادی کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ آنکھیں چمک رہی تھیں اور بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ سادہ سی سفید شرٹ اور کالی پینٹ پہنے وہ پرکشش لگ رہا تھا۔ مگر

رائیل کو کیوں لگ رہا تھا؟ رائیل نے اس کی آنکھوں کو دیکھا تھا۔ یہ ان آنکھوں کا اصل رنگ تھا؟ لگتا کیوں نہیں تھا؟ یہ اس انسان کا بھی اصل روپ تھا یا نہیں؟ غصہ پلوں میں جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی آگے بڑھ گئی تھی جب اسے پیچھے سے آواز آئی تھی۔

"آپ ناراض تو نہیں؟" رائیل نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"مگر میں انتظار کروں گی جب تم مجھے بائیک چلانا سکھاؤ گے۔" رائیل بولی تو ہادی نے ہاں میں سر ہلایا۔ رائیل دوبارہ مڑنے لگی تھی کہ ہادی نے دوبارہ بلایا۔

"مجھے آپ کا نمبر مل سکتا ہے؟" رائیل پہلے چونکی پھر اپنے تاثرات نارمل کیے۔

"تمہیں میرا نمبر کیوں چاہیے؟" ایک آبرو اٹھاتے سوال کیا۔ وہ اس کے تاثرات جانچ رہی تھی۔ وہ کیوں اس کا نمبر مانگ رہا تھا۔

"آپ کو گڈ نائٹ کے میسج کروں گا۔" ہادی سنجیدگی سے بولا تو رائیل نے آبرو سکیڑ کر اسے دیکھا پھر ایک آبرو اٹھائی۔

"ظاہر سی بات ہے جب رائیڈنگ سکھانی ہوگی تب رابطہ کروں گا۔ نمبر ہوگا تبھی رابطہ کر سکوں گا۔ اب میرے پاس کبوتر تو ہیں نہیں۔" رائیل کے چہرے کے تاثرات ایک بار پھر بدلے وہ بظاہر سیریس تھی مگر گال پر ابھرنے والے گڑھوں سے معلوم ہوتا تھا وہ مسکرائی ہے مگر ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔

پھر ایک ہاتھ ہادی کے سامنے بڑھایا۔ وہ سمجھ چکا تھا۔ اپنا فون نکالا اور اسے تھما دیا۔ رائیل نے دیکھا وہ لاکڈ تھا۔ سکرین موڑ کر ہادی کی طرف کی۔ اس نے پاسورڈ لگایا اور رائیل کی طرف واپس موڑ دیا۔ رائیل نے اپنا نمبر سیو کیا اور واپس اسے فون تھمایا۔ رائیل کی انگلیاں ہادی کے ہاتھ سے ہلکی سی مس ہوئی تھی۔ رائیل فوراً مڑ گئی تھی۔ اب وہ پیچھے پلٹ کر دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ کسی پکار پر بھی نہیں۔ وہ دونوں الگ راستوں کے مسافر تھے پھر کیوں بار بار ٹکراتے تھے؟

ہادی واپس کینیٹین آیا تھا وہ تینوں وہیں پر موجود تھے۔ کندھے سے بیگ اتارا اور ان کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ سہمی اس کو آتا دیکھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی اس کی کرسی کے پیچھے آیا۔ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں تھاما اور منہ اوپر کو کیا۔ ہادی کی گردن پیچھے کو گری ہوئی تھی اور چہرہ سہمی کے سامنے تھا۔ ہادی کیلئے یہ نیا تھا۔ وہ اسے اس طرح کیوں دیکھ رہا تھا؟ اگلے ہی لمحے ہادی نے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے پیچھے کو موڑ دیا۔ سہمی بلبلا یا تھا۔

"کیا دیکھ رہا ہے میرے چہرے کو پکڑ کر؟" ہادی اسے اپنے سامنے کرتا بولا تھا۔

"کوئی اتنا بھی خوبصورت نہیں ہے تُو جو تجھے دیکھوں گا۔ میں تو دیکھ رہا تھا کہ اس لڑکی نے تجھے واپس آنے کیسے دیا؟ میں تو تلال کو بول رہا تھا کہ پولیس اہلکار اور وکیل تیار رکھے کسی بھی وقت گمشدگی کی خبر درج کروانی پڑ سکتی ہے۔" اب سہمی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ ہادی اسے گھور رہا تھا۔

تلال اپنے مخصوص انداز میں کیپ پہنے چہرہ جھکائے بیٹھا تھا۔ بہت سی نظریں اس پر تھیں مگر اسے نظروں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ اپنا سر جھکائے بیٹھا رہا۔

"ویسے اگر واقعی تجھے اغوا کر لیتی تو میں اسے اپنی بہن بنا کر اپنے گھر لیجاتا۔ آخر کوئی تو کام کر کے میری بہن ہونے کا ثبوت دیتی ناں وہ۔" سہمی بول رہا تھا اور ہادی ریلیکس سا بیٹھا ہوا تھا۔ تلال فون میں مصروف تھا مگر وہ سب کچھ سن رہا تھا۔ واجد کھانا کھانے میں مصروف تھا ساتھ ساتھ سین بھی انجوائے کر رہا تھا۔ وہ اکثر بیٹھا لائیو شو انجوائے کرتا تھا۔ یا کبھی کبھار تھوڑی بہت آگ لگا دیتا جس سے اس کا انٹرٹینمنٹ جاری رہے۔ اسے شو سے غرض تھی۔

"تیری بہن میں ابھی اتنا دم نہیں کہ مجھے اغوا کر سکے۔" ہادی اپنا ایک ہاتھ اپنی پیٹ کی پاکٹ میں ڈالتا دوسرے ہاتھ سے اپنی گردن کو ہلکا سا دبا رہا تھا۔ اسے Migraine ہو رہا تھا۔ کبھی کبھی ہو جاتا تھا خیر تھی۔

"ہمت پر مت جا اسی بہن سے مکا کھایا ہوا ہے تو نے۔" سہمی طنزیہ بولتا اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو کہ بالکل نارمل تھے۔

"واٹ ایور۔۔۔ گاڑی تیری بہن کو چلانی آتی نہیں مجھے اغوا کر کے سیدھا جنت بھیجے گی۔" ہادی بولا تو سہمی کو اب غصہ آیا تھا۔ وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر ہادی کی طرف تھوڑا جھکا۔

"اچھا ہے ناں دنیا سے کٹے گا تو۔" سہمی بھی جواب دیتا ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

" فکر مت کر تجھے رخصت پہلے کروں گا بعد میں خود رخصت ہوں گا۔ " وہ ابھی ابھی پر سکون تھا مگر درد بڑھ رہا تھا۔ تلال کی آنکھوں میں کرب سا ابھرا تھا اس کی بات پر مگر وہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔

" میں کوئی دلہن نہیں جو تو مجھے رخصت کرے گا۔ "

" حرکتیں تیری دلہنوں جیسی ہی ہیں۔ " ہادی جواب دیتا اب فون نکال رہا تھا۔ اسے بات کرنی تھی۔ سہمی کچھ بولتا اس سے پہلے ہی وہ کال ملاتا فون کان سے لگا چکا تھا۔

اس وقت ہادی کو سب سے زیادہ ضرورت اپنی ماں کی تھی۔ وہ ان سے بات کرنا چاہتا تھا۔

کچھ بیلز کے بعد ہی فون اٹھا لیا گیا تھا۔ وہ ان تینوں کے درمیان سے اٹھ آیا تھا۔ اسے اکیلے وقت چاہیے تھا، اپنی ماں کے ساتھ۔

وہ تینوں تھوڑا پریشان ہوئے تھے۔ بے شک وہ خود کو نارمل رکھتا مگر وہ اس کا حال جان جاتے تھے۔ وہ بے شک مصروف تھے لیکن وہ ہادی کا اپنی گردن کو دبانا اور تکلیف کا چھپانا جان گئے تھے۔

ہادی کے جاتے ہی واجد اور تلال سہمی پر چڑھ گئے تھے۔

" تجھے کیا ضرورت تھی فضول میں بحث کرنے کی؟ " واجد سہمی کو کھا جانے والی نظروں سے بولا تھا۔

بے شک وہ کتنا ہی شوا انجوائے کرے مگر کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

" دیکھ بھائی تو اپنا کھانا کھا مجھے بخش دے میں مذاق کر رہا تھا۔ " سہمی نے اپنے دونوں ہاتھ کھڑے کر دیئے اور کرسی پر تھوڑا پیچھے کو ہو کر بیٹھا۔



"ہر وقت مذاق کا نہیں ہوتا! کچھ عقل سے بھی کام لیا کر... اوہ! میں بھی کسے عقل سے کام لینے کا بول رہا ہوں۔" تلال پہلے غصے سے بولا پھر دوسرا جملہ بولتے ہوئے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ کان میں لگا ایئر پیس نکالا۔ وہ تینوں اب پریشان سے اس کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

وہ جانتے تھے کہ بات کرنے کے بعد وہ دوبارہ یہیں آئے گا۔

-----

رائیل آیت کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"ایک تو یہ لڑکی یونیورسٹی میں ہی ایسے گم ہو جاتی ہے جیسے کوئی ہوائی مخلوق ہو۔" رائیل کو اب غصہ آرہا تھا۔ وہ مسلسل پچھلے پندرہ منٹ سے اسے ڈھونڈ رہی تھی مگر مجال تھی کہ آیت اپنے بل سے باہر آجاتی۔

رائیل ابھی آیت کو ڈھونڈ ہی رہی تھی کہ دو نوجوان اسے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے تھے۔ رائیل سمجھی کہ وہ پیچھے کسی کو دیکھ کر اس طرف آرہے ہیں۔ رائیل اپنی رو میں آگے چل رہی تھی کہ جب وہ دونوں رائیل سے دو قدم کے فاصلے پر آکر اس کے سامنے رک گئے۔

"ہائے! کیسی ہیں آپ؟ میں مائیک اور یہ ٹائیگر ہے۔" رائیل اگر اپنے قدم آگے بڑھانے سے نہ روکتی تو ضرور ان سے ٹکرا جاتی۔ ان کے اچانک سامنے آجانے پر پہلے تو وہ کنفیوز ہوئی مگر بعد میں تعارف کروانے پر اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔

"تو میں کیا کروں؟" رائیل کے ایک ہاتھ میں موبائل تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے بیگ کو تھامے ہوئے تھی۔ تھے کون یہ دونوں جو اسے اپنا تعارف کروا رہے تھے؟

"آپ ہمیں نہیں جانتی ہوں گی مگر ہم آپ کو جانتے ہیں۔ اگر آپ کو یاد ہو تو ہم بھی اس دن ریسنگ ٹریک پر موجود تھے جب آپ اینٹر ہوئی تھیں۔" رائیل کو اب سمجھ آیا تھا کہ یہ دونوں کون ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس دن صرف چھ لوگ ریس کر رہے تھے۔ چار کو تو رائیل جانتی تھی دو لوگ یہ دونوں ہوں گے یقیناً۔ خیر یہ اس کا مسئلہ نہیں تھا۔

"تو کیا آپ کی ہار کا سوگ مناؤں؟" رائیل نے جس ہاتھ میں موبائل تھا اسے کمر پر ٹکایا اور ایک آبرو آچکاتی بولی تھی۔ وہ ان کی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔ یا تو یہ دونوں ابھی یہاں سے صحیح سلامت جائیں گے یا رائیل کے ہاتھوں دھل کر۔

"نہیں ہم تو آپ کو مبارک باد دینے آئے ہیں۔ کبھی دوبارہ پلین کرتے ہیں ریس، آپ بھی ضرور آئیے گا۔" وہ دونوں ڈھیٹ بنے بول رہے تھے۔ رائیل نے آنکھیں سکیڑ کر دونوں کو دیکھا تھا۔ دونوں کے چہروں سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اللہ نے عورت کو یہ حس دی ہے جس سے وہ مرد کی نیت کو سمجھ جاتی ہے کہ وہ عورت کے متعلق کیا خیال اپنے دماغ میں پالے ہوئے ہے۔

"ناٹ انٹر سٹڈ اب کٹو یہاں سے۔" رائیل کہتی آگے بڑھ گئی تھی جب مائیک نے اس کا دوپٹہ پکڑ کے پیچھے کو کھینچا تھا۔ یہ عمل اچانک تھا۔ رائیل پیچھے کو گھومی تھی۔ دوپٹہ اس کے گلے میں پھڑ کر اب وہ

مائیک کے ہاتھ میں تھا۔ رائیل نے کچھ سیکنڈز خود کو دیکھا پھر سامنے کھڑے مائیک کو جس کے ہاتھ میں رائیل کا دوپٹہ تھا۔ آنسو آنکھوں میں آئے تھے۔ یہ دوسری بار تھا جب وہ عجیب محسوس کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ کانپے تھے۔

رائیل ابھی کچھ کرتی اس سے پہلے ہی کسی نے پیچھے سے مائیک کی کمر میں ٹانگ ماری تھی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا رائیل کے قدموں میں گر گیا تھا۔ رائیل کا دوپٹہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ رائیل نے نہیں دیکھا تھا کہ اسے کس نے گرایا ہے۔ رائیل قدموں میں گرے مائیک کو دیکھ رہی تھی جس کے ہاتھ میں اس کا دوپٹہ تھا۔

کچھ لمحے شعلہ برساتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پھر اپنی جوتی کو اس کے ہاتھ پر رکھا اور دباؤ ڈالا۔ بلاک ہیل تھی مگر رائیل نے اتنا زور سے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا تھا کہ مائیک کا ہاتھ سرخ ہوا۔ پھر چند قطرے خون کے نکلے۔ رائیل نے اپنا پاؤں ہٹایا اور نیچے کو جھکی، ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارتی اپنا دوپٹہ اس کے ہاتھ سے نکالتی سیدھی ہوئی۔ دوپٹہ کندھوں پر پھیلا یا۔ نظر سامنے پڑی تو ان چاروں کو دیکھ کو تھوڑی حیران ہوئی۔

یہ چاروں ہی کیوں ہر جگہ اس کی مدد کو آجاتے تھے؟ کیسے پتا چلتا تھا انہیں؟

وہ چاروں آگ برساتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ ہادی نے مائیک کو کالر سے پکڑ کر اٹھایا۔ مائیک کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اس کو گھمایا اور اس کے ہاتھ کمر کو لگاتے اتنی زور سے موڑے کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ ٹائیگر یہ سب دیکھ کر وہاں سے نکلنے ہی لگا تھا کہ تلال نے اس کی گردن کے گرد بازو ڈالا اور واپس اس کی جگہ کھڑا کیا۔

"کیوں ٹائیگر بھائی اپنی خالہ سے ملنے جارہے ہو؟" سہی نے اس کے بھاگنے پر چوٹ کی جس پر وہ کنفیوز ہوا تھا۔ ٹائیگر سامنے اپنے دوست کی حالت دیکھ رہا تھا۔ وہ ان سے پٹنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ چار تھے اور یہ لوگ دو۔

ہادی نے ایک بار پھر اس کے ہاتھوں کو موڑا تو ایک بار پھر وہ چیخا تھا۔ اس کی چیخ پر رائیل کو ہوش آیا تھا۔ رائیل کی نظروں نے پہلی بار کسی مرد کے اتنے غصے میں تنے اعضاء دیکھے تھے۔ ہادی کی آنکھیں لال تھیں، شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ تھیں، بازوؤں کی رگیں ابھری ہوئی تھیں، اس کی باڈی شرٹ کے باوجود اس قدر واضح تھی کہ رائیل کو ایک پل کیلئے اس سے ڈر لگا تھا۔ وہ اچھا باڈی بلڈر تھا جسے رائیل ایک بار مکا اور کہنی مار چکی تھی۔

"چھوڑو اسے۔" رائیل آگے بڑھتے بولی مگر نظر جب ہادی کی آنکھوں پر پڑی تو ایک منٹ کیلئے گھبرائی مگر پھر خود میں ہمت مجتمع کی۔ وہ کیوں اس سے ڈرے؟ اس نے تھوڑی نہ کچھ کیا ہے۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتی ہاں کسی سے نہیں۔۔۔

"چھوڑو اسے۔" رائیل آگے بڑھی۔ اب وہ اس کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ ہادی اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ رائیل نے اپنا ہاتھ ہادی کے ہاتھ پر رکھ کر مائیک کے ہاتھ چھڑوانے چاہے۔ ہادی نے مائیک کے ہاتھ تو چھوڑ دیئے مگر چھوڑتے وقت سیدھا ہاتھ اس قدر موڑا کہ اس کی تین انگلیاں ٹوٹ گئیں۔ یہ وہی ہاتھ تھا جس سے اس نے رائیل کا دوپٹہ کھینچا تھا۔ رائیل نے مائیک کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی انگلیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ وہ اب ہادی کو غصے سے گھور رہی تھی۔

مائیک کو ٹائیگر لیکر بھاگنے ہی والا تھا کہ تلال اور واجد دونوں نے ان کو پکڑا اور اپنے ساتھ لیے وہاں سے غائب ہو گئے۔

ہلکا گندمی رنگ دھوپ میں دمک رہا تھا۔ آنکھیں بھی چمک رہی تھیں۔ وہ غصے تھی مگر پیاری لگ رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" ہادی نے فکر مندی سے سوال کیا تھا۔ اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے ٹھہرے تھے۔

"نہیں میں بہت خراب ہوں۔" رائیل غصے سے بولی تھی۔ ہادی نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ اچھا تو وہ غصے میں تھی ایک تو عزت کی حفاظت کرو، دوسرا غصہ بھی دیکھو۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔

"اس بات میں کوئی شک نہیں مگر فلحال میں آپ کی خیریت کے بارے میں دریافت کر رہا ہوں۔" ہادی بولا تو رائیل کے آبرو تن گئے تھے۔

"تم نے اسے کیوں مارا؟" رائیل اب دوبار اپنا ہاتھ کمر پر ٹکاتے بول رہی تھی۔

"کیونکہ وہ یہاں مجرہ کر رہا تھا مجھے کچھ خاص پسند نہیں آیا تو میں نے اسے مارا۔" وہ تکان سے بولا تھا۔

ہادی ابھی اپنی امی سے بات کر رہا تھا جب اس نے دور سے رائیل کے سامنے ٹائیگر اور مائیک کو دیکھا تھا اور وہ دور سے ہی ان کے ارادے سمجھ گیا تھا۔ واجد، سمی اور تلال، ہادی کے لیے پریشان ہو کر



اس کے پیچھے آئے تھے مگر ہادی کی نظروں کا تعاقب کرتے وہ تینوں بھی اس کے ساتھ ادھر آگئے تھے۔

وہ چاروں جانتے تھے کہ ٹائنگر اور مائیک کافی گرے ہوئے نوجوان ہیں اور اپنی ہار قبول کرنے میں انہیں وقت درکار ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ایسے رائیل کو تنگ کریں گے۔

ہادی کے سر میں ابھی بھی درد تھا مگر وہ اس وقت کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔

"نہیں پسند آرہا تھا تو نہ دیکھتے مگر اسے مارنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تمہیں یونیورسٹی سے نکال باہر کریں گے اگر ایسی حرکتیں کرو گے۔" رائیل آنکھیں چھوٹی کرتی ناک پھلاتی بول رہی تھی۔

"یونیورسٹی کی مجال جو مجھے نکالے۔ ان کا باپ بھی نہیں نکال سکتا۔ ہونہ۔۔۔۔۔ آپ کی وہ چشمش دوست کدھر ہے؟ اسے کھانے کے علاوہ کوئی کام ہے؟ ایسے موقعوں پر غائب ہو جاتی ہے اور بعد میں روتی ہوئی ملتی ہے۔" ہادی کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اپنا غصہ کس پر نکالے۔ سامنے کھڑی ہوئی لڑکی پر نکال کر وہ اپنی حالت بری نہیں کروا سکتا تھا۔

"میری دوست کے بارے میں سوچ سمجھ کر بولو سمجھے۔" رائیل ایک انگلی اٹھاتی اسے وارن کرنے والے انداز میں بول رہی تھی۔

ہادی نے اپنا ہاتھ اٹھایا، شہادت کی انگلی کو تین سے چار بار کنپٹی پر سوچنے والے انداز میں بجایا پھر بولا۔

"سوچ سمجھ کر بھی وہی بات آرہی ہے کہ آپ کی بھکڑ اور نکمی بیٹری جیسی دوست ایسی سیچونیشن میں کہاں غائب ہو جاتی ہے؟" وہ بولا تو رائیل کا چہرہ لال ہوا تھا اور ہادی کو اس کا چہرہ دیکھ کر ہنسی آئی تھی مگر وہ چھپا گیا۔

سہمی ان دونوں کی بک بک سن کر نجانے کیسے خاموش تھا۔ اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور بولا۔

"دیکھو بہنا ذرا ناں دھیان سے رہو یہاں ایسے بہت سے کتے پھرتے ہیں۔ تمہاری وہ دوست واقعی کام کی نہیں ہے کل سے تم ہمارے ساتھ رہنا۔ اس بیٹری کو بھی بیشک ساتھ رکھ لینا مگر ہمارے ساتھ رہنا کیونکہ تم بہن ہو ہماری اور بہنوں کی حفاظت بھائیوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کیوں ہادی؟" سہمی بہت سیریس انداز میں بولتا آخر میں ہادی کی حامی مانگ رہا تھا۔ ہادی نے منہ بسورا تھا۔

"واٹ ایور....." اب ہادی دوبارہ اپنی امی کو کال ملا رہا تھا۔ رائیل نے ایک نظر غصے سے اسے دیکھا پھر سہمی کو۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں اپنا دھیان خود رکھ سکتی ہوں آپ لوگ فکر نہ کریں۔" رائیل بمشکل مسکراتی بول رہی تھی۔

"ہاں پتا ہے مجھے اپنا دھیان خود رکھ سکتی ہو۔ تم تو اکیلی بندہ بھی اغوا کر سکتی ہو کوئی شک نہیں۔" سہمی نے ایک نظر ہادی پر ڈالتے ہوئے بولا تھا جو کہ اس کی بکواس سن چکا تھا مگر بولا کچھ نہیں کیونکہ دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی تھی۔ اب وہ تھوڑا دور جا رہا تھا۔

"مگر پھر بھی ہمارے ساتھ رہا کرو۔" سسی بولا تو رائیل نے سر ہاں میں ہلایا تھا۔ وہ اسے منع نہیں کر پائی تھی۔ وہ اسے اپنا بھائی ہی سمجھنے لگی تھی۔

اس نے دروازے میں چابی لگا کر گھمائی۔ دروازہ کھلا تو سامنے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا۔ ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی۔ شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کرتا وہ صوفے پر ڈھے گیا تھا۔ اپنا فون صوفے کے ساتھ پڑے چوکور لکڑی سے بنے ٹیبل پر رکھا۔ بے سکونی سی تھی۔ وہ نماز مسجد میں پڑھ کر آگیا تھا۔ کچھ دیر بے مقصد کسی غیر مرئی نقطے کو گھورنے کے بعد وہ اٹھا اور چلتا ہوا کچن میں آیا۔

لائٹ جلائی، ایک گلاس نکالا، فریج سے پانی کی بوتل نکالی، گلاس شلف پر رکھا۔ وہ خیالوں میں غرق بوتل کا ڈھکن کھولتا، پانی کی بوتل کو منہ لگا کر پانی پینے لگ گیا تھا۔ گلاس شلف پر پڑا رہ گیا۔ پانی کی بوتل واپس فریج میں رکھتا واپس صوفے تک آیا۔ پاس پڑے ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا اور کیتھرین کو کال ملائی۔ دوسری رنگ پر کال اٹھالی گئی تھی۔

"تمہارا فارغ ہونے کا وقت آگیا ہے شاید کیونکہ تم ناکارہ ہوتی جا رہی ہو۔ تمہیں یہ کام دے کر میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔ کیا فائدہ تمہارا اتنی سمارٹ ہونے کا جب تم ایک کام ڈھنگ سے نہیں کر پارہی۔" وہ غصے میں اونچا اونچا بول رہا تھا ساتھ ساتھ اپنی کنپٹی سہلا رہا تھا۔

"سر میں پوری کوشش کر رہی ہوں مگر پتا نہیں کیوں ہمیشہ وقت پر ہی مجھے کوئی نہ کوئی کمپنی کا کام آجاتا ہے۔ میں پوری کوشش کر رہی ہوں آئندہ غلطی نہیں ہوگی پلیز ایک آخری چانس دے دیں۔" دوسری طرف وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔ وہ جانتی تھی ایک بار کمپنی سے نکال دی گئی تو دوبارہ کہیں جاب کرنے کو نہیں ملے گی۔

"کمپنی گئی بھاڑ میں جب تمہیں یہ کام دیا ہے تو اس پر دھیان دو کمپنی کیلئے باقی ملازم موجود ہیں۔ یہ تمہارا آخری موقع ہے اگر اس کے بعد ذرا سی کھروچ بھی آئی اس پر تو تم فارغ ہو۔" وہ بولتا فون بند کر گیا تھا۔

جب جب وہ سمجھتا تھا اب سب ٹھیک ہے زندگی اچھی لگنے لگتی تھی تب تب کچھ نہ کچھ ہو جاتا تھا۔ شاید یہ اس کی آزمائش تھی۔

رائیل گھر میں داخل ہوئی تو آج کافی دنوں بعد اسے مصطفیٰ صاحب صوفے پر بیٹھے نظر آئے ورنہ یا تو وہ گھر نہ آتے، اگر آتے تو رائیل اور ان کا سامنا نہ ہوتا۔

رائیل کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔ وہ ہمیشہ کی طرح فارمل سوٹ پہنے ہوئے تیار کھڑے تھے۔ جیسے رائیل کے آنے کا ہی انتظار کر رہے ہوں پھر کہیں جانا ہو۔

"ادھر آؤ رائیل۔" ایک ہاتھ میں فون پر کچھ دیکھتے انہوں نے رائیل کو اپنے پاس بلوایا تھا۔

رائیل چلتی ہوئی ان تک آئی اور پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔ مصطفیٰ صاحب بھی اسے بیٹھتے دیکھ کر بیٹھ گئے۔

"جی کہیے۔" رائیل اپنی نظریں ارد گرد گھماتی بولی تھی۔ فاطمہ بیگم کو ضرور مصطفیٰ صاحب نے ہی کمرے میں رہنے کا بولا ہو گا ورنہ وہ ضرور ادھر موجود ہوتیں۔

"رائیل تم کیا ہو؟" مصطفیٰ صاحب بے تاثر چہرے کے ساتھ پوچھ رہے تھے۔ وہ اپنا فون ایک سائیڈ رکھ کر پوری توجہ کے ساتھ اس سے مخاطب تھے۔

"میں آپ کے جیسی ہوں، یا آپ سے تھوڑی زیادہ سمارٹ۔ میں رائیل مصطفیٰ احمد ہوں۔ میں وہ انسان ہوں جو شاید آپ کبھی بننا چاہتے تھے۔" رائیل ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولی تھی۔

"تمہیں یہ سب کر کے کیا ملے گا؟" مصطفیٰ صاحب کے چہرے پر کوئی غصہ کوئی پریشانی نہیں تھی۔ ان کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ اپنے تاثرات چھپانا جانتے تھے۔

"اس سے آپ کو مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو مطلب صرف اس چیز سے ہونا چاہیے آپ کو کیا ملے گا۔" رائیل بھی انہی کی اولاد تھی۔ وہ بیگ کندھے سے اتارتی، اپنا بائیاں بازو صوفے کی ٹیک پر رکھتی، خود کو ڈھیلا چھوڑتی پر سکون سی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ تیار تھی ہر سوال کا جواب دینے کیلئے۔

"تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو۔" مصطفیٰ صاحب بھی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر جماتے ریلیکس ہو کر بیٹھے تھے۔ چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔



"مجھ سے بہتر کون جانتا ہو گا مصطفیٰ صاحب آپ کو۔ اب تو آپکا وقت ہے رائیل کو جاننے کا۔ آپ نے تو اپنا دشمن خود پیدا کیا ہے۔" وہ بھی مسکرائی تھی۔

"اپنی حد میں رہو تم۔" اب مصطفیٰ صاحب کے چہرے پر برہمی آئی تھی۔ رائیل نے آج سے پہلے کبھی ان سے اس طرح بات نہیں کی تھی مگر آج وہ کر رہی تھی۔ اندر ہی اندر وہ خوفزدہ بھی تھے مگر دکھا نہیں سکتے تھے۔

"حد تو آپ نے پار کی تھی۔ میں تو حد سے نکلی ہی نہیں ابھی۔ جب نکلوں گی تب اس گھر پر اور آپ کی زندگی میں قیامت برپا کروں گی۔" رائیل کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی۔ مصطفیٰ صاحب کیلئے یہ سب بالکل نیا تھا۔ یہ وہی رائیل تھی جو کسی کی اونچی آواز پر گھبرا جاتی تھی آج خود قہر ڈھانے والے انداز اپنائے ہوئے تھی۔

مصطفیٰ صاحب نے دو انگلیوں سے کنپٹی کو مسل کر خود کو ریلیکس کرنا چاہا اور ارد گرد نظر دوڑائی۔ کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے اپنا فون اٹھایا اور گھر سے نکل آئے۔ انہیں اس مسئلے کا حل جلدی تلاش کرنا تھا ورنہ بہت کچھ ہو سکتا تھا۔

وہ گھر داخل ہوا اور سیدھا چلتا ہوا باپ کے کمرے تک آیا۔ وہ اب کافی بہتر تھے۔ وہ جب ان کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ کھڑکی کو گھور رہے تھے۔ وہ چلتا ہوا ان کے بیڈ کے قریب آیا تھا۔ کمرے میں روشنی بہت کم تھی۔

وہ بیڈ کے قریب آیا تو انہوں نے کھڑکی سے نظریں ہٹا کر اپنے بیڈ کو دیکھا تھا۔ آکسیجن ماسک ابھی بھی لگا ہوا تھا۔ نالیوں میں جسم ابھی بھی جکڑا ہوا تھا۔

انہوں نے کچھ لمحے اسے دیکھا پھر اپنی آنکھوں کو ایک بار جھپکایا اور دوبارہ کھولا۔ اب آنکھوں میں پانی بھرا ہوا تھا۔ وہ چہرہ دوبارہ کھڑکی کی طرف موڑ گئے۔

اس نے بیڈ کے پاس پڑی کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گیا۔ اپنے باپ کے تاثرات وہ غور سے دیکھ رہا تھا مگر خود کا چہرہ بے تاثر تھا۔ کوئی احساس، کوئی جذبہ باقی نہ تھا۔ بس وہ ایک بیٹا ہونے کا فرض نبھا رہا تھا۔

"تم جانتے ہو مجھے تمہاری تلاوت کی آواز اس کمرے میں سنائی دیتی ہے۔" وہ ہنوز کھڑکی کی طرف دیکھتے بول رہے تھے۔ وہ تھوڑا حیران ہوا تھا۔ وہ تو اتنے عرصے سے بیمار تھے تو وہ کیسے سن پا رہے تھے۔

"تم بالکل اپنی ماں کی طرح قرآن پڑھتے ہو۔۔۔۔۔" انہوں نے بات کرتے کرتے وقفہ لیا تھا۔ پھر دوبارہ بولے۔

"جب تم پیدا ہونے والے تھے تب تمہاری ماں اسی طرح تلاوت کرتی تھی۔ اس نے بہت برے حالات دیکھے مگر اپنے رب سے تعلق نہیں توڑا۔ میں اسے چھپ کر دیکھتا تھا روتے ہوئے مگر میں کچھ نہیں کر پاتا تھا۔ میں اسے تلاوت کرتے بھی دیکھتا تھا مگر میرا ایمان کمزور ہو گیا تھا۔ میں خود اللہ کے

آگے نہیں جھکتا تھا مگر اسے روکتا بھی نہیں تھا۔ "وہ بول رہے تھے اور وہ سن رہا تھا۔ سانسیں روکے۔ بالکل ساکت سا۔ آج پہلی بار وہ اپنی ماں کے بارے میں جان رہا تھا۔

"میں نے تمہاری ماں سے محبت کی شادی کی تھی۔ اس کے بعد میرے ابو نے بھی میری ایک شادی کروائی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ میں شادی کر چکا ہوں۔ مجھے سب بہت پیار کرتے تھے۔ مجھے بیویاں بھی نیک ملی تھیں مگر۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکے اور چہرہ موڑ کر اپنے بیٹے کو دیکھا جس کا چہرہ سفید ہو گیا تھا مگر وہ سن رہا تھا۔ وہ اس کے تاثرات سے بن دیکھے بھی آگاہ تھے۔ انہوں نے دوبارہ چہرہ موڑ لیا۔

"میں بری صحبت میں پڑ گیا تھا۔ میں نے اپنا سب کچھ نشے اور جوئے میں ہار دیا۔ میں اپنی بیویوں کی قدر نہیں کر سکا۔ پھر اللہ نے مجھے ایک بیٹا دیا اور میری بیوی کو چھین لیا۔ میں تمہاری پرورش صحیح طریقے سے نہیں کر پایا۔ پھر اللہ نے مجھے دوسرا بیٹا بھی دیا۔ میں شکر ادا کرتا ہوں اللہ نے مجھے بیٹی نہیں دی۔۔۔۔۔ ورنہ وہ در بدر ہوتی جیسے میں نے کسی کی بیٹیوں کو در بدر کیا۔ میں نے تمہیں بھی اپنے نشے کی بھینٹ چڑھا دیا اور بیچ دیا۔ مگر کچھ ہی دنوں بعد میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا۔ میں نے در بدر پھر پھر کے تمہیں ڈھونڈا۔ ماریں کھائیں، بھوکا رہا، نشا چھوڑ دیا مگر تم مجھے دوبارہ نہیں ملے۔ میں نے جیسی تکلیف دوسروں کو دی اللہ نے اس کا بدلہ مجھے دیا۔" اب ان کے آنسو بہہ رہے تھے اور رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ پاس بیٹھا بیٹا جو ان سے نفرت کرتا تھا وہ نفرت کہیں پیچھے رہ گئی تھی۔ اس کے باپ نے جو کیا تھا اس کا بدلہ شاید انہیں دنیا میں ہی دے دیا گیا تھا۔

"کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو؟" انہوں نے اپنے جھریوں سے بھرے کمزور ہاتھ اپنے بیٹے کے آگے پھیلائے۔ اس کا سکتہ ٹوٹا تھا۔ وہ آگے بڑھا، ان کے ہاتھ تھامے اور نفی میں سر ہلایا۔ اس کے بھی آنسو بہنے لگے تھے۔ وہ رو رہا تھا؟ اتنے عرصے بعد وہ رو رہا تھا؟ کوئی جذبہ ابھی بھی باقی تھا؟

"تم پر کوئی زبردستی نہیں اگر معاف کرنا چاہو تو کر دو ورنہ تم حق رکھتے ہو مجھے نہ معاف کرنے کا۔ تمہاری ماں سے تو معافی نہیں مانگ سکا مگر تم سے مانگ سکتا ہوں۔ اگر ہو سکے تو میری دوسری بیوی اور بیٹے کے بارے میں پتا لگوانا میں جانے سے پہلے ایک بار انہیں دیکھنا چاہتا ہوں، ان سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔" وہ بول رہے تھے اور وہ سن رہا تھا۔ یہ کام مشکل تھا مگر وہ کر سکتا تھا اپنے باپ کیلئے۔

"میں وعدہ تو نہیں کرتا مگر میں کوشش کروں گا۔" وہ اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو کہ بالکل اپنی ماں کی طرح تھا بس آنکھیں باپ جیسی تھیں۔ سنہری آنکھیں۔ سکندر احمد کی سنہری آنکھیں۔

آج فجر پڑھ کر اسنے سورۃ یسین پڑھی پھر اپنا فون اٹھایا۔ انلاک کرتے گیلری کھولی۔ ایک سکرین شاٹ پر کلک کیا تو وہ کھل گیا۔

سکرین شاٹ ایک آیت کا تھا۔

يَعْبَادِيَ الَّذِينَ ءَامَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَسِعَةً لِإِلَٰهِي فَأَعْبُدُونِ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ

ترجمہ: "اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو۔

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔"

اس آیت کو جب بھی وہ سنتا یا پڑھتا تھا تو ماں کی باتیں اور ماضی ذہن میں گھومنے لگتا تھا۔

ماں نے بھی تو کہا تھا کہ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ مگر ان آیات کو وہ کسی اور ہی نظریے سے دیکھتا تھا۔

یہ دنیا بے شک وسیع ہے مگر اس میں خیر اور شر دونوں موجود ہیں۔ اللہ اس آیت کے ذریعے اپنے بندوں کو، ان بندوں کو جو ایمان لائے ہدایت کر رہا ہے کہ میری دنیا بے شک وسیع ہے مگر ان کی رنگینیوں میں گم ہو کر اپنی آخرت تاریک مت کر لینا۔ میرے احکامات پر عمل کرنا، میری عبادت کرنا۔ بے شک ایک دن تم سب کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ سو ایسے عمل کرنا جس سے میں راضی ہو جاؤں۔ شر سے بچنا اور خیر کی بات پر عمل کرنا۔ وگرنہ ایک دن تم ویسے بھی اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

پھر کیا ہوگا؟ جو اعمال تم نے کمائے ان کا حساب ہوگا۔

اپنے ماضی کے کچھ لمحات یاد آئے جب اس نے ایک لڑکی کے پیچھے اپنی ماں اپنے خدا سب کو فراموش کر دیا تھا۔ جب وہ ایک لڑکی کے ساتھ تعلق رکھے ہوئے تھا۔ بیشک اس نے کبھی اس لڑکی کو غلط نظر سے نہیں دیکھا تھا مگر کچھ امیدیں اس سے وابستہ کر بیٹھا تھا۔ پھر کیا ہوا تھا؟ اللہ نے اسے منہ کے بل گرایا تھا۔ دکھایا تھا کہ کون مخلص ہے۔



اللہ سب کی اصلیت دکھا دیتا ہے۔ ہر انسان کی ہر رشتے کی حقیقت سے پردہ اٹھا کر پوچھتا ہے بتا تیرا میرے سوا کون ہے؟

آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔ وہ اب دوبارہ اس سب سے نہیں گزر سکتا تھا۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

وہ اللہ کے احکامات پر عمل کرے گا۔ وہ کوشش کرتا رہے گا۔ ہر نئے دن کے ساتھ اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا جا رہا تھا۔ شیطان کہیں دور کھڑا ہاتھ مسل رہا تھا۔

جاری ہے

باقی آئندہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔۔۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَاب۔۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔۔

ناولز کی دنیا" [ویب سائٹ / گروپ / پیج](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپکی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

Email address :- [Novelskiduniya77@gmail.com](mailto:Novelskiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

( user name [@zoyatalib77](#) )

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Zoya Talib](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

( پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو )

اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے **Blue** الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے ان سب کے۔۔

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔